**OPEN ACCESS**
***AL-TABYEEN***
**(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)**
**Published by:** ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

**ISSN (Print) : 2664-1178**
**ISSN (Online) : 2664-1186**
***Jan-jun-2022***
***Vol: 6, Issue: 1***
**Email:** altabyeen@ais.uol.edu.pk
**OJS:** hpej.net/journals/al-tabyeen/index

# قرآن کا انقلابی کردار اور سیکولرائز تعلیمی نظام

ڈاکٹر صائمہ*

## ABSTRACT

The Qur'an al-Hakim is the only revolutionary book on the planet that moves individuals and nations from decline and demotion to the axis of rise and development and provides an intellectual core mission that aids in perpetual beneficence by protecting all aspects of human life from darkness and prepares for the good deeds which are everlasting and permanent, and which are the cause of peace and contentment in this world and in the hereafter. In modern times, modern education has created two different paths for the Muslim Ummah by creating distance between education and religion. While the Qur'an itself is the source of modern sciences and is also the cause of rise and development in religion and world for human beings. This article reviews the basic teachings of the Qur'an and modern educational thought because a successful Muslim society depends on the basic teachings of the Qur'an.

**Keywords:** قرآن، اساسی نصب العین، تعلیم کی بنیاد، لادینیت، انقلاب، ضمیر و نظریات کی درستگی

کرۂ ارض پر قرآنِ حکیم واحد انقلابی کتاب ہے جو افراد و اقوام کو انحطاط و زوال سے عروج و ترقی کے محور

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

پر گامزن کرتی ہے اور ایک فکری اساسی نصب العین فراہم کرتی ہے جو حیاتِ انسانیہ کے تمام پہلوؤں کو ظلمات سے بچا کر دائمی خیر بخشنے میں معاونت کرتا ہے اور ان اعمال صالحہ کے لئے مستعد کرتا ہے جو سدا قائم ودائم رہنے والے ہیں اور دنیاوی واخروی حیات میں سکون واطمینان کا باعث ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن حکیم کا نزول بتدریج ہوا۔ اور بتدریج نزول کی یہ حکمت تھی کہ حیات انسانیہ میں درجہ بدرجہ حقیقی اور مستحکم انقلابی کردار پیدا کیا جاسکے جو قلوب واذہان میں راسخ ہو جائے اور نتیجتاً عملی طور پر عادل امت وسط وجود میں آئے۔ اس عظیم انقلاب انسانیت کے لئے بارگاہ ایزدی سے کتاب ھدیٰ کے ذریعہ تعلیم وتربیت کا انتخاب کیا گیا۔ تاکہ اس کی روشنی میں وقتاً فوقتاً مختلف حالات کے تقاضے کے مطابق بہترین انسان سے ایک کامیاب امت بننے تک کا تعلیمی وتربیتی سفر پایہ تکمیل تک پہنچ پائے۔

عصر حاضر میں جدید تعلیم فکر نے تعلیم اور مذہب میں دوری پیدا کر کے امت مسلمہ کے لئے دو الگ الگ راستے متعین کر دیئے۔ جبکہ قرآن بذات خود جدید عصری علوم کا منبع ہے اور انسانوں کے لئے دین ودنیا میں عروج وترقی کا سبب بھی ہے۔ اس مضمون میں قرآن کا انقلابی کردار اور سیکولرائز تعلیمی نظام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ انسانی زندگی میں عروج وترقی صرف قرآن پر عمل کرنے میں ممکن ہے۔

## انقلابی کردار کے اساسی نکات

قرآنِ کریم وہ واحد جامع کتاب ہے جو حیات انسانیہ میں ایک ایسا انقلاب پیدا کرتا ہے جو دنیا وآخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔ ذیل میں قرآن کے ان اساسی نکات کو بیان کیا جارہا ہے۔ جو کہ قرآنی تعلیم کے وہ بنیادی نکات ہیں جن پر انقلابی کردار کی اساس قائم ہے۔ کیونکہ ان اساسی نکات کے بغیر اقوام کی ترقی اور اصلاح ممکن نہیں ہے۔

### 1۔ قلوب واذہان کی درستگی

بذریعہ وحی قرآن کی اساسی تعلیم کا آغاز انسانی قلوب واذہان کو درست سمت متعین کرنے سے ہوا جس کا مقصد انسانی سوچ کو بے بنیاد سہاروں سے نجات دلا کر ایک عقیدہ توحید سے متعارف کرانا تھا۔ کیونکہ عقیدہ توحید ہی وہ اساس ہے جو دل ودماغ کو راہ استقامت پر قائم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عملی طور پر افعال شرعیہ کے نفاذ سے پہلے ان آیات کا نزول ہوا ہے جو انسان کو استقلال واسقامت کی سمت دکھاتی ہیں اور دل ودماغ میں ایک حقیقی

اور مثبت سوچ اجاگر کرتی ہیں۔ اور یہی سوچ نظریہ، عقیدہ، یقین اور ایمان کو متعین کرتا ہے اور علم و عمل کی راہیں آسان کرتا ہے۔

## دل، سمع وبصر سے سفر شعور کی ابتدا

مکی دور نزولِ قرآن کے اعتبار سے اولین عہد ہے جس میں اللہ تعالی نے بار بار سماعت وبصارت اور قلب کی درستگی کی طرف توجہ دلائی اور حصول ہدایت کو ان کے درست استعمال سے منضبط کر دیا۔ اسی لئے انسانی علم وآگہی کے ابتدائی ذرائع کے طور پر سماعت، بصارت اور دل کو تخلیق کیا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[1]

"اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے بطن سے نکالا تو تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لئے سماعت وبصارت اور دل کا انتظام فرمایا تا کہ تم شکر ادا کرو۔"

یعنی کہ لاعلمی سے سفر شعور کی ابتدا میں سماعت وبصارت اور دل کا انتظام فرمایا گیا اور "لعلکم تشکرون" کا ذکر فرما کر ان کے درست استعمال کا تقاضہ کیا گیا۔ اور مکی دور میں نازل ہونے والی بیشتر آیات اس مفہوم کو واضح کرتی ہیں کہ انسانی دل ودماغ کی درستگی قرآن کی اولین اساسی ترجیح ہے۔ کیونکہ اس کے درست استعمال سے ہی شعور وآگہی، ایمان حاصل کرنا ممکن ہے اور ایمان سے ہی دل کا درست راہ پر رہنا ممکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[2]

"جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیدے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

یعنی دل کی درستگی اسی میں ہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ يعنى يهد قلبه لليقين﴾[3]

---

[1] ـ النحل : 78

[2] ـ التغابن : 11

[3] ـ الطبري ، أبو جعفر ، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، جامع البيان في تأويل القرآن، المحقق:

حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق اللہ تعالی اس کے دل کو یقین کا راستہ دکھائے گا۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ :

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾[1]

معانی قرآن للفرا" میں "لمن کان لہ قلب" کے ضمن میں درج ہے " لمن کَانَ لَہُ عقل "کہ جس کے پاس عقل ہو۔[2] یعنی کہ اس قرآن میں اُس شخص کے لیے نصیحت ہے جس کے پاس عقل وشعور والا دل ہے اور وہ نصیحت کو متوجہ وحاضر ہو کر سننے والے کان ہیں۔ اسی لئے قرآن میں تدبر نہ کرنے والے کو مقفل دل سے تعبیر کیا کیونکہ تدبر کے لئے قلب وعقل کا انشراح ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے کہ؛

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾[3]

"کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔"

چونکہ تدبر، فکر، فیصلہ، ارادہ، نیت، سوچ، نظریہ، عقیدہ دل ودماغ سے قائم ہوتے ہیں اس لئے قلب (دل) کا غیر مقفل ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ مقفل دل کے لئے تدبر کی تمام راہیں بند ہوتی ہیں۔ واضح یہ ہوا کہ؛

1۔ عملی زندگی میں قرآن اور قلب کا گہرا تعلق ہے۔

2۔ بنیادی طور پر قلب وعقل اور سمع وبصر کا حقیقی مقصد قرآن سے نصیحت حاصل کرنا ہے۔ اور قرآن میں تدبر کر کے عملی زندگی کو درست سمت گامزن کرنا ہے۔

3۔ قلب، سمع وبصر علم وشعور کے حصول کے مرکزی ذرائع ہیں۔

4۔ قلب کی ہدایت اور درستگی ایمان سے مشروط ہے۔

5۔ قرآن کا فیض نصیحت صرف اسی کو حاصل ہو گا جس کا قلب (عقل) سمع (کان) قرآن کی طرف متوجہ و حاضر ہوں۔

---

أحمد محمد شاكر، مؤسسة الرسالةالطبعة: الأولى، 1420 هـ-- 2000 م، التغابن ـآيه 11،ص: 557

[1]ـ ق، 37

[2]ـ الديلمي ، أبو زكريا، يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور،معاني القرآن، دار المصرية للتأليف والترجمة - مصرالطبعة: الأولى،سوره ق،آيه 37ـ ص520

[3]ـ محمد : 24

## قلب سمع وبصر کے استعمال میں غفلت

قلب سمع وبصر کے درست استعمال میں غفلت یہ ہے کہ ان کو جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اس مقصد میں استعمال نہ کرنا۔ قلب کا کام فقہ (سمجھ) ہے۔ کان کا کام سننا ہے اور آنکھوں کا کام دیکھنا ہے۔ یعنی حق کو سمجھنا، حق کو دیکھنا اور حق کو سن کر قبول کرنا یہ ان کا حقیقی کام ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُون﴾[1]

یعنی کہ اس آیت میں انتہائی وضاحت سے یہ مفہوم عرض ہے کہ دل بنا شعور وآگہی کے آنکھیں بنا بصیرت حقیقی کے اور کان بنا سماعت حقیقی کے اشرف المخلوق کو جانوروں سے مشابہ کر دیتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ درست راہ کھو دیتے ہیں۔ آخرت میں انہیں اسی بات کا افسوس ہو گا کہ ہم ان کا درست استعمال کرتے تو آج آگ میں جلنے والوں کے ساتھ ہم نہ ہوتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾[2]

"وہ کہیں گے کاش ہم سن لیتے یا سمجھ لیتے تو اصحب السعیر میں شامل نہ ہوتے۔"

یعنی سماعت وعقل کو بروئے کار لاتے تو اس طرح بد حال نہ ہوتے۔ اسی لیے بار بار اس فہم وفراست، عقل وشعور، ادراک وآگہی، فکر وتخیل کی قوت کو مختلف اندازِ خطاب سے اجاگر کیا گیا۔

## 2۔ انقلابی دعوتِ قرآن

قرآن کی اساسی تعلیمات میں انقلابی دعوتِ قرآن یعنی قرآن کی تعلیم وحکمت بھی شامل ہے کیونکہ قرآن کی تعلیم وحکمت رسول اللہ کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے جب زمین پر نزولِ قرآن کے لئے ایک پیغامبر کا انتخاب کیا گیا تو اس کے لئے دو طرح کے انتظامات کیے گئے، پہلا یہ کہ جبرئیل کو خاص کیا گیا کہ وہ رسول امین کی

---

[1]۔ الاعراف: 179

[2]۔ الملک : 10

حیثیت سے منتخب کردہ بندہ رسول اللہ ﷺ تک اللہ کی آیات پہنچائیں۔ چنانچہ جبرئیل اللہ کے پیغامبر کے طور پر وحی الٰہی قرآنی آیات لے کر نازل ہوتے۔ دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کو اس بات کا پابند ٹھہرایا گیا کہ جو رسول امین جبرئیل آپ تک آیات الٰہی پہنچادیں وہ آپ رسول اللہ ﷺ وخاتم النبیین کی حیثیت سے دوسرے لوگوں تک پہنچادیں۔ پہلی مرتبہ جبرئیل نے کلام الٰہی اللہ کے حکم سے یہ پیش کیا کہ پڑھیئے، اور اس "پڑھنے" کی تعلیم کو خاصۃً اللہ کے تعارف اور اسکے خالق حقیقی ہونے کے تعارف کے ساتھ منسلک کیا۔ گویا کہ پہلی وحی بھی تعلیم اور معاون آلات تعلیم پر مبنی تھی جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا کہ :

﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[1]

اس آیت میں تعلیمی آلات سے علم سکھانے والے رب کا تعارف دے کر دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ گویا کہ پہلی وحی رب کے نام کے ساتھ پڑھنے، اور اس کے خالق حقیقی ہونے کے تعارف کے ساتھ، انسانی تخلیق کے تعارف پر مشتمل تھی۔ جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قلوب واذہان، عقل وفکر کی درست سمت کے تعین کا پہلا تقاضہ "اقرا" تعلیم و تعلم ہے۔ جس کی مدد سے خالق جہاں کے تخلیقی شاہکار پر غوور وفکر کی جائے اور اللہ خالق کا اعتراف کیا جائے۔ اور قلم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے کہ اس کے ذریعے سے انسان کو وہ کچھ سکھایا گیا جس سے وہ لاعلم تھا۔ قرآن کی تعلیم وحکمت کی ابتدا آپ ﷺ نے اپنے شہر سے کی، شہر مکہ کے شکستہ ماحول میں بہتری لانے کے لئے انقلابی دعوت قرآن کی ذمہ داری اگرچہ انتہائی مشکل کام تھا۔ لیکن حکم الہیٰ نے آپ ﷺ کو ہدایت ودین حق کی کتاب دے کر تمام ادیان پر غالب کرنے کی ذمہ داری سونپی اور قرآن کی تعلیم وحکمت کو آپ ﷺ کی بعثت کے بنیادی نکات میں منضبط کیا۔

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾[2]

"وہی ہے جس نے امّیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ

[1]۔ االعلق: 5،4،3۔
2۔الجمعة:۲

کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے"[1]

## 3۔ مکی انقلابی اساسی نصب العین (عقائد و نظریات)

قرآن کی اساسی تعلیمات قلوب واذہان میں فہم وادراک، شعور وآگہی کو اجاگر کرتی ہیں اور انسانی قلوب واذہان میں ایک عقیدہ کا وجود بخشتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مکی انقلابی اساسی نصب العین قرآن کی اولین اساسی ترجیح ہے۔جو کہ عقیدہ توحید ورسالت اور عقیدہ آخرت پر مشتمل ہے۔شہر مکہ سے شروع ہونے والا یہ انقلاب کل انسانیت کے لئے سے وابستہ تھا یہی وجہ ہے کہ مکی آیات کا خصوصی خطاب یابنی آدم، یاایھاالناس بھی اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ تمام روح انسانیت عقیدہ توحید وآخرت یعنی یکتا پرستی اور اپنی ذمہ داریوں کے احساس جوابدہی ،فنا کے بعد ابدی حیات کا یقین کرے۔عقیدہ توحید کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾[2]

"اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان وزمین تباہ ہوجاتے تو لوگوں کی بنائی ہوئی باتوں سے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے۔

عقیدہ آخرت کے متعلق فرمایا گیا کہ:

﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾[3]

خاتم النبیین کے حوالے سے بنیادی عقیدہ دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے آخری رسول ہیں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾[4]

"محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ

---

[1]۔ مودودی ،سید ابو الاعلیٰ ،تفہیم القرآن،ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ص : 85

[2]۔ انبیاء :22

[3]۔ القیامۃ :40

[4]۔ احزاب : 40

سب کچھ جاننے والا ہے۔"

مکی زندگی میں عقیدہ توحید، عقیدہ آخرت، عقیدہ ختم نبوت اساسی نصب العین ہیں۔ جس میں سب سے پہلے ضمیر و نظریات کی درستگی کی طرف توجہ دلائی گئی اور معرکہ توحید و آخرت کو بنیادی طور پر مطلوب و مقصود بنایا گیا۔ اسی لئے مکی انقلابی اساسی نصب العین عقائد و نظریات تک مرتکز رہا۔ جیسا کہ سید ابو الاعلی مودودی تفہیم القرآن کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں کہ:

"یہ قرآن اس نوعیت کی کتاب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت اسے لکھ کر محمد ﷺ کو دے دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اسے شائع کر کے لوگوں کو ایک خاص رویہ زندگی کی طرف بلائیں نیز یہ اس نوعیت کی کتاب بھی نہیں ہے کہ اس میں مصنفانہ انداز پر کتاب کے موضوع اور مرکزی مضمون کے متعلق بحث کی گئی ہو، یہی وجہ ہے کہ اس میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے اور نہ کتابی اسلوب۔ دراصل اس کی نوعیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرب کے شہر مکّہ میں اپنے ایک بندے کو پیغمبری کی خدمت کے لئے منتخب کیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے شہر اور اپنے قبیلہ (قریش) سے دعوت کی ابتدا کرے۔ یہ کام شروع کرنے کے لئے آغاز میں جن ہدایات کی ضرورت تھی صرف وہی دی گئیں اور وہ زیادہ تر تین مضمونوں پر مشتمل تھیں:

ایک پیغمبر کو اس امر کی تعلیم کہ وہ خود اپنے آپ کو اس عظیم الشان کام کے لیے کس طرح تیار کریں اور کس طرز پر کام کریں۔ دوسرے، حقیقت نفس الامری کے متعلق ابتدائی معلومات، اور حقیقت کے بارے میں ان غلط فہمیوں کی مجمل تردید جو گرد و پیش کے لوگوں میں پائی جاتی تھیں، جن کی وجہ سے ان کا رویہ غلط ہو رہا تھا۔ تیسرے صحیح رویے کی طرف دعوت اور ہدایت الٰہی کے ان بنیادی اصولِ اخلاق کا بیان جن کی پیروی میں انسان کے لئے فلاح و سعادت ہے۔ دعوت کا یہ ابتدائی مرحلہ تقریباً چار پانچ سال تک جاری رہا، اور اس مرحلے میں نبی ﷺ کی تبلیغ کا ردِّ عمل تین صورتوں میں ظاہر ہوا۔

۱۔ چند صالح آدمی اس دعوت کو قبول کر کے امّت مسلمہ بننے کے لئے تیار ہو گئے۔

۲۔ ایک کثیر تعداد جہالت یا خود غرضی یا آبائی طریقے کی محبت کے سبب سے مخالفت پر آمادہ ہو گئی۔

۳۔ مکّہ اور قریش کی حدود سے نکل کر اس نئی دعوت کی آواز نسبتاً زیادہ وسیع حلقے میں پہنچنے لگی۔"[1]

بعثت کے بعد مکی زندگی کا عرصہ تقریباً ۱۳ سال پر مشتمل ہے۔ جس میں دعوت انقلاب بالقرآن تین مراحل پر مشتمل تھی۔ جس کی نشاندہی "الرحیق المختوم" میں اس طرح کی گئی ہے۔

ا۔ پس پردہ دعوت کا مرحلہ، تین برس۔

۲۔ اہل مکہ میں کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کا مرحلہ۔ چوتھے سال نبوت کے آغاز سے دسویں سال کے اواخر تک۔

۳۔ مکہ کے باہر اسلام کی دعوت کی مقبولیت اور پھیلاؤ کا مرحلہ۔ دسویں سالِ نبوت کے اواخر سے ہجرت مدینہ تک۔[2]

ہجرت مدینہ کے بعد معاشرتی، معاشی اور سیاسی اصلاح کے اعتبار سے ایک نئی ریاست و معاشرہ کو قرآن کی روشنی میں خالص اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دیا گیا جس کی تعمیر میں انفرادی طور پر ہر ایک کا حصہ شامل تھا۔ اور سرور کائنات ﷺ نے بحیثیت امام و قائد، رسول وہادی کے فرائض منصبی کو عمدگی سے انجام دیا۔ اس نئے معاشرے کی تشکیل کا آغاز مسجد نبوی کی تعمیر سے ہوا۔ جس میں اخوت، باہمی تعاون، تعلیم و تدریس، معرکہ حق و باطل کو عملی طور پر بنیاد بنا گیا۔ ابتدائی مرحلے میں اندرونی اور بیرونی طاقتوں کی سازشوں سے نمٹا گیا۔ احکامات، فرائض و نواہی، حدود و غیرہ کا عملی نفاذ کیا گیا اور بین الاقوامی تعلقات بڑھائے گئے، اسلام کی دعوتیں پیش کی گئی۔ عالمی سطح پر اسلام کی فتح تسلیم کر لینے کے بعد وفود در وفود کے قبولِ اسلام پر انہیں قرآن و نماز، فرائض و منہیات کی بالخصوص تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا۔

یوں جاہلیت کے اوہام و تصورات، ظلم کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے معاشرے سے ضمیر کا معرکہ فتح کرنے کی کوشش میں انکی ضمیر کی گہرائیوں میں پہنچ کر اساسی نصب العین کی جنگ لڑنے سے لے کر ریاست مدینہ کے قیام، اسلامی معاشرے کی از سر نو تشکیل اور عالمی سطح پر اسلام کی قبولیت تسلیم کروانے تک کا انقلابی دور قرآن کی عملی تصویر ہے۔ قرآن کا انقلابی کردار شکستہ ماحول میں عصر حاضر کے لئے مثالی فکر کی راہیں استوار کرتا ہے۔ اور اساسی

---

[1] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 22:1

[2] ۔ الرحیق المختوم۔ صفی الرحمن مبارکپوری۔ المکتبة السلفیه۔ لاہور۔ 1988، ص 106

وکامل نظریہ حیات پیش کرتا ہے۔ قرآن میں گزشتہ اقوام کے واقعات، عقائد، اعمال، اخلاق، تخلیق کائنات وانسان، اعمال بد اور صالح وغیرہ کا ذکر مختلف مقامات پر مختلف انداز وفکر کے ساتھ کیا جانا درحقیقت حیات انسانیہ میں انقلاب بالقرآن کی عظیم دعوت پیش کرتا ہے۔ کیونکہ کتابِ قرآن سے وابستگی میں ہی انسانیت کی فلاح ہے اور یہی اقوام کے زندہ وجاوید رہنے کا سبب ہے ۔ مکی ومدنی دور میں انقلاب بالقرآن کی اصل اساس دعوت وتبلیغ تھی۔ جس میں توحید ورسالت جیسے اسلامی عقائد ونظریات، معاشی، معاشرتی، سیاسی تعلیم وتربیت شامل تھی۔

## سیکولرائز تعلیمی نظام پر طائرانہ نظر

فکر جدید کے تعلیمی، معاشی، سیاسی نظام میں قرآن کا عملی وانقلابی کردار پیوست نہ ہونے کی وجہ سے سیکولرازم کے سائے میں پروان چڑھنے والا بنیادی جدید تعلیمی نظام اس فکر کا حامی ہے کہ تعلیم اور مذہب کو الگ الگ رکھا جائے ۔اسی لئے فکر جدید میں بہترین تعلیمی نظام وہی ہے جس میں مذہبی تعلیم یا کتب شامل نہ ہو۔ کیونکہ مغربی سیکولرازم لادینیت ہے اور اس کی ابتدا انقلاب فرانس سے ہوئی۔ "انقلاب فرانس کے باعث نہ صرف فرانس کی سرزمین میں سیکولر نظریات پھیلے بلکہ پورے یورپ میں لادینی فکر جنم دینے لگی"[1]

مغربی سیکولرازم ایک ایسی سوچ، نظریہ، نظام کا نام ہے جس کی بنیادیں لادینیت پر قائم ہیں۔ جس میں مذہب کا دائرہ کار صرف ذات تک محدود ہے، معاشرت، معاشیات، سیاسیات، علوم اور اجتماعی زندگی سے مذہب خارج ہے۔اس نظریہ کو مزید پشت پناہی کامیابی کے ساتھ جب حاصل ہوئی جب علوم اور مذہب کو الگ الگ کر دیا گیا کہ علوم اور مذہب باہم متضاد ہیں۔ جیسا کہ "اسلام اور سیکولرازم" میں ہے کہ:

> "عربی زبان میں سیکولرازم کا ترجمہ "علمانیہ" اس لئے کیا گیا ہے کہ ترجمہ کرنے والے "دین" اور "علم" کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو ان الفاظ کا مسیحی دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں دین اور علم دو متضاد الفاظ ہیں یعنی ان کے یہاں جو بات دینی یا مذہبی ہو وہ علمی نہیں ہو سکتی اور علمی بات دینی نہیں ہو سکتی۔ غرض ان کے یہاں علم اور عقل دین کے بالمقابل اور اس کی ضد ہیں اور اسی طرح علمانیہ اور عقلانیہ ایسے رویے ہیں جو دین کے برعکس ہیں۔"[2]

---

[1] ۔ ڈاکٹر شاہد فریاد، سیکولر ازم، کتاب محل، لاہور، ص 135

[2] ۔ القرضاوی، یوسف، مترجم ساجد الرحمن صدیقی ۔اسلام اور سیکولر ازم، ادارہ تحقیقات اسلامی

سہل فہم انداز میں جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر روشن خیالی کا لبادہ پہن کر دین و مذہب سے عاری ہونا سیکولرازم ہے۔ اگرچہ اس کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں لیکن ان ماحصل یہی ہے کہ اجتماعی زندگی میں حیات انسانیہ کی ترقی و عروج سے مذہب خارج ہے۔ جیسا کہ انگریزی اصطلاحات کی کتاب میں "انسائیکلوپیڈیا برٹینکا" میں سیکولرازم کی وضاحت ہے کہ:

"A movement in society directed away from otherworldliness to life on earth."[1]

"سماج میں اخرویت سے رخ پھیر کر دنیویت پر توجہ دینے کی ایک تحریک"

گویا کہ سیکولرازم دنیا کے تمام شعبہ جات سے فکر اخرت سے منہ پھیر کر تمام تر توجہ دنیا کی جانب مرتکز کراتا ہے۔ اسی لئے جدید سیکولرازم کی فکر نے معاشیات کو ربا، ظلم و غرر کی بنیادوں پر قائم کیا۔ سیاسیات کو فریب و جھوٹ پر اور معاشرت کو خود غرضی اور بے حیائی پر اور تعلیمی نظام کو جدید طرزِ مغرب پر استوار کیا۔

## سیکولرائز تعلیمی نظام میں تعلیم و تفہیمِ قرآن سے دوری

تعلیمی نظام کے سیکولرائز ہونے کا مطلب ہے ایسا تعلیمی نظام جس میں مذہب نام کی کوئی کتاب نہ ہو۔ جیسا کہ "آکسفورڈ ڈکشنری" میں ہے کہ؛ "Of education instruction; Relating to non-religious subjects"[2]

یعنی تعلیمی نظام میں صرف غیر مذہبی مضامین کی تعلیم کی ہدایات شامل ہے۔

جب سیکولرائز تعلیمی نظام کے غلبہ کے نتیجے میں جدید طرز تعلیم کے اغراض و مقاصد تاجرانہ رقابت، پیشہ، نوکری، مہارت، ایجادات وغیرہ سے متصف ہوئے تو مغربی ماحول میں تعلیم و تدریس کی بنیاد عقل اور آزادی پر قائم ہوئی۔ اسلامی دنیا پر اس کے اثرات یہ مرتب ہوئے کہ مسلمانوں کے تعلیمی نظام میں تعلیم قرآن کی اولین حیثیت باقی نہ رہی۔ جدید طرز تعلیم کے اثرات کی عکاسی درج ذیل پیرا گراف سے بخوبی واضح ہوتی ہے:

---

، اسلام آباد ، ط ۱۹۹۷، ص ۵۰

1 .The new encyclopedia Britanica ,Chicago ,1943,vol 10,p594

2 .The oxford English  Dictionary ,vol,XIV,p848

" جدید علوم کو دین ومذہب سے آزاد اور خدا کے تصور سے بغاوت پر متشکل دیا گیا تھا، مغرب کے طاقتور استحصالی ملکوں کی طرف سے اسلامی ملکوں کو مفتوح کر کے ان کے نظام تعلیم کو تبدیل کر کے اپنے نظام تعلیم کے اجراء سے خود مسلمان ممالک کی ذہین آبادی میں دین ومذہب کی جدائی اور سیکولرازم کے تصوارات فروغ پا ہونے لگے اور وہ مسلمان معاشرہ جو انفرادی زندگی میں مذہب کی معمولی خلاف ورزی عمل کی عام کی کوتاہی کو بری نظروں سے دیکھتا تھا، اب اس معاشرہ میں شہروں اور محلوں کی سطح پر خوشحال آبادی میں ایسے افراد نمودار ہونے لگے، جو اخلاقی اور عملی خرابیوں کے ساتھ ساتھ اعتقادی بگاڑ کا بھی شکار ہونے لگے اور جدید نظریات اور علوم کے زیرِ اثر وہ اسلام کے بنیادی عقائد پر متشکک ہونے لگے اور انسان کے ارتقائی نظریہ، جدلیاتی مادیت کے تصور، کائنات کے بے خدا ہونے کے عقیدہ "انسان سراپا جنسیت سے عبارت ہے یا وہ جبلتی جذبات کا کامل نمونہ ہے" کے تصورات کے حامل افراد ابھرنے لگے "[1]

عصر جدید میں قرآن کا انقلابی کردار نظام حیاتِ انسانیہ سے دور اسی لئے ہوا کہ قرآن کو صرف مذہبی کتاب سمجھ کر تلاوت تک محدود کر دیا۔ اگرچہ تلاوت باعث اجر وثواب ہے لیکن یہ شعور از حد ضروری ہے کہ قرآن اصول وضوابطِ حیات کی کتاب ہے۔ یہ معیشت، سیاست، عدالت، قانون، آئین، معاشرت، معاملات، مذہب، تعلیم وتربیت، ترقی، تعمیر شخصیت ومعاشرہ، عروجِ اقوام، فلاح وکامرانی کی بہترین اور تاقیامت قائم رہنے والی انقلابی کتاب ہے۔ قرآن کا یہ معجزہ ہے کہ یہ ہر عصر سے ہم آہنگ ہے اس میں بدلتے ادوار کے ساتھ کسی بھی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی بھی ملک کا نظام تعلیم تمام نظام زندگی کے اصول وقواعد کا وہ منضبط باب ہوتا ہے جس سے انسانی زندگی کے تمام پہلو منسلک ہوتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی سیاست، معیشت، معاشرت، ریاست، اجتماعیت وانفرادیت، اعتقاد واخلاق کی نوعیت با آسانی اس قوم کے نظام تعلیم کو متعین کرتی ہے۔ مغربی سیکولرائز تعلیمی نظام نے موجودہ نسلوں کو سیکولرازم کا غلام بنا کر دینی تعلیم، سیرت وکردار اور عقیدہ اسلام کے بنیادی فکر سے دور کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے

[1]۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ، تلخیص۔محمد موسیٰ ،قرآن اور علم جدید ۔ سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ ،حیدر آباد ،مارچ ۲۰۰۹،ص۲۸

مسلمانوں کے تعلیمی نظام سے قرآن کی تعلیم و تفہیم ان ترجیحی بنیادوں پر شامل نہیں رہی جس طرح قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے قرآن کی تعلیم کو لازمی مضمون قرار دیا۔ مغربی سیکولرائز تعلیمی نظام کے نتیجے میں دنیاوی اور دینی علوم کی تقسیم الگ الگ ہوگئی۔ جس کی وجہ سے دینی اور دنیاوی علوم کے حاملین کی معاشی زندگی پر بھی اثرات مرتب ہوئے جو کہ حیات انسانیہ کا جزولاینفک ہے۔ اسی بنا پر حصول نظام تعلیم میں مغرب کا پیش کردہ نظام تعلیم غالب رہا۔ جس کی وجہ سے دینی اعتبار سے تعلیم وتربیت کا فقدان بھی غالب رہا۔ جبکہ قرآن حیات انسانیہ میں انقلابی کردار کا سبب ہے۔ اس کے بغیر حیات انسانیہ میں استحکام واستقرار عروج وترقی ممکن نہیں ہے۔

## سیکولرائز تعلیمی نظام کا فلسفہ

جدید تعلیم نظام کا بے خدا فلسفہ، فکر اخرت سے آزادی، اور دین ومذہب کا انفرادیت تک محدود ہونا اہم نتائج میں سے ہے۔ سیکولرائز تعلیمی نظام کا مذہب سے دوری کا مطلب ہے "" اللہ وحدہ لاشریک کے متعلق نظریہ توحید وآخرت سے دوری" تاکہ طالب علم دنیاوی علوم کے حصول میں مرکزیت کی طرف مائل نہ ہو۔ اسے ذہنی، فکری و عملی آزادی حاصل رہے وہ کسی بھی اعتبار سے مقید نہ ہو۔ کیونکہ عقیدہ ایک ایسا پختہ نظریہ فکر ہوتا ہے جس پر عملی زندگی کا مدار ہوتا ہے اور یہ نظریہ فکر مرکزِ حیات انسانیہ کو متعین کرتا ہے اور اقوام ومعاشرہ کو قوت استحکام بخشتا ہے۔

## علوم وفنون کی مرکزیت وجامعیت والی واحد کتاب

قرآن دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس میں تمام علوم وفنون کی مرکزیت وجامعیت موجود ہے خواہ انسان کی اس تک رسائی ممکن ہے یا نہیں۔ اور یہ وہ واحد کتاب ہے جو بدلتے ادوار کے ساتھ بھی حیات انسانیہ کی کامیابیوں کا مجموعہ ہے۔ دنیا میں متعارف ہونے والے شعبہ علوم کے تمام مضامین اور سائنسی علوم کا قرآن میں تذکرہ ہے چہ جائیکہ قرآن ضابطہ حیات، سرچشمہ ہدایت ہے۔ لیکن یہ علوم بھی ربوبیت اور الوہیت کی صداقت کی دلیل ہیں۔ کیونکہ قرآن علوم کی وہ واحد کتاب ہے جو حیات انسانیہ میں انقلاب پیدا کرنے کا سبب ہے۔

"فہرس موضوعی للقرآن الکریم الثلاثی اللغات" (مضامین قرآن کریم، اردو، عربی، انگریزی) مطالعہ قرآن

کی ایک جہاں نما کتاب ہے[1]۔ جس کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن جدید علوم اور سائنسی علوم کی بنیادیں اللہ کی معرفت پر استوار کرتا ہے۔ قرآن علوم کا منبع و مرکز ہے۔ مؤلف نے "قرآن میں جدید سائنسی علوم کے تصور" کے ضمن میں جن مضامین کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

علم کائنات (کوسمولوجی)، علم الفلکیات (آسٹرانومی)، علم طبعیات (نیچرل سائنس)، فزکس، علم پارچہ سازی (ٹیکسٹائل )، علم الحیاتیات (بیالوجی )، علم التوالد ۔ تخلیق انسان (جینا ٹیکس)ایمبرالوجی، علم البشریات (انتھروپالوجی) علم نفسیات (سائیکالوجی)، علم تعبیر خواب (انٹر پریٹیشن آف ڈریمز)، علم تاریخ (ہسٹری)، علم جغرافیہ (جیو فزکس )جیو گرافی (جیا لوجی )، علم معاشرت، معاشرتی علوم (سوشیالوجی)، علم آثار قدیمہ (آرکیالوجی)، علم شہریت۔ سوکس (سوشل سٹیڈیز)، علم سیاسیات (پولیٹیکل سائنس)، علم نباتات (باٹنی)، علم جنگلات (فارسٹری )، علم الحیوانات (زویالوجی)، علم طیور (آرنیتھالوجی )، علم افزائش نسل حیوانات (اینمل ہسبنڈری)، علم حشرات، کیڑے مکوڑوں کا علم (انٹامولوجی)، علم دھات (میٹالرجی)، علم کان کنی (میزالوجی)، علم اسلحہ سازی۔ جنگی ودفاعی ہتھیار (آرمری) علم بحریات (اوشینالوجی) علم جہاز رانی (نیویگیشن)، علم جہاز سازی (کشتی سازی ) شپ یارڈ، علم آبپاشی (اریگیشن)، علم آب۔ متحرک پانی کا علم (ہائیڈرالکس)، علم غوطہ خوری و تیراکی (ڈائیونگ اینڈ سوئمنگ )، علم تعمیرات (سول انجنیئرنگ )، علم ہوابازی (ایروناٹیکس)، علم اصولِ تجارت (کامرس اینڈ ٹریڈ)، علم شماریات (سٹٹیکس)، علم زراعت (ایگریکلچر)، علم ثقافت وفن (کلچر اینڈ سویلائزیشن)۔[2]

مولف نے جدید بالا تمام علوم کا ذکر قرآنی آیات سے پیش کر کے یہ آگہی پیش کی ہے کہ جدید علوم اور تحقیق کے میدان میں مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام صرف اس صورت میں پا سکتے ہیں جب قرآنی تعلیمات میں غوطہ زن ہونگے ۔ قرآن عقائد اسلام ،توحید، رسالت محمد ﷺ، صحائف اسمانی ،عبادات ،اقتصادیات ،نظام مملکت اسلامیہ، حیات بعد از موت، واقعات وقصص، تمثیلات، احکام الٰہیہ کا ذکر کر کے امن عالم کے "علمبر دار مذہب اسلام" کی دعوت پیش کرتا ہے۔ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے بھی اس نکتہ کا ذکر کیا ہے کہ؛طبعیاتی علوم، حیاتیاتی علوم ،نفسیاتی علوم اور اسکی ساری شاخیں سائنسی علوم کہلاتے ہیں۔ یہ سارے علوم علمی صداقت کی حیثیت رکھتے ہیں اور آیات اللہ کے ایک سلسلہ کے طور پر وجود میں آتے ہیں، اسی لئے یہ سائنسی علوم دراصل قرآنی تشریح و تعبیر

---

[1] ۔ انجینئر عبد الحکیم ملک؛ "منشور قرآن۔انڈکس مضامنین قرآن کریم ۔"فهرس موضوعی للقرآن الکریم الثلاثی اللغات'؛انٹر نیشنل ایڈیشن ،اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن پاکستان ،اشاعت چہارم ۲۰۰۵

[2] ۔منشور قرآن ۔ص۱۱۔۱۲

کا مؤثر ذریعہ ہیں، جدید سائنس کے بے خدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ جدید سائنسدانوں کی طرف سے مظاہر قدرت کا مشاہدہ و مطالعہ منکر خدا کی حیثیت سے کیا جاتا ہے چونکہ ان کا وجدان غلط معبود کی محبت سے سرشار ہوتا ہے، اسی لئے انہیں مظاہر قدرت، آیات اللہ یعنی خدا کی ہستی، اس کی صفات خالقیت اور ربوبیت پر دلائل کرنے والے نشانات کی حیثیت سے نظر نہیں آتے۔[1]

## ماحاصل

سیکولرائز تعلیمی نظام دور ملی میں انقلاب برپا کرنے والے بنیادی نظریات وافکار سے متضاد ہے۔ کیونکہ دین اسلام میں تعلیم کا بنیادی محور نظریہ توحید ورسالت اور آخرت ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو انسان کے سارے اعمال کو ایک درست مرکزیت دیتا ہے خواہ وہ تعلیمی، معاشی، سیاسی، سائنسی تحقیقی شعبہ جات ہو۔ یا انفرادی ومعاشرتی زندگی ہو۔ جو شخص یا قوم اس نظریہ کو بنیاد بنا کر اپنا تعلیمی نظام اس پر استوار کرتی ہے اس کو ہر آن اس کے مفید نتائج حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ مغرب کے تعلیمی رجحانات بنیادی طور پر لادینی طرز فکر کے حامی ہیں گویا کہ سیکولرائز تعلیمی نظام دین ومذہب، عقائد اور کتاب الٰہی سے آزادی کا فلسفہ ہے۔ اس میں ساری کامیابی کا منبع صرف اخلاقیات کے ظاہری اصول و قواعد ہیں۔ جبکہ مادی ضروریات کی طرح روحانی ضروریات بھی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن میں تمام علوم وفنون کی جامعیت اور مرکزیت موجود ہے۔ تمام سائنسی علوم بھی علمی صداقت کی حیثیت رکھتے ہیں اور آیات اللہ کے ایک سلسلہ کے طور پر وجود میں آتے ہیں۔ قرآن کی اساسی تعلیم انسانی زندگی کو جامع مضمون فراہم کرتی ہے جس میں کسی بھی اعتبار سے تشنگی باقی نہیں رہتی۔ یہ قرآن کی معجزاتی صورت ہے کہ یہ ہر آنے والے دور سے ہم آہنگ ہے۔ اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا انحصار صرف قرآن حکیم سے ربط قائم کرنے میں ہے۔

---

[1] ۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ،تلخیص محمد موسیٰ ۔قرآن اور علم جدید ، سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ ،حیدر آباد،،2009،ص39